بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، وَبَعْدُ:

041: القواعد الحسان - چھبیسواں قاعدہ (حصہ پنجم)

چھبیسواں قاعدہ: اصل بات یہ ہے کہ جن آیات میں قید موجود ہے ان آیات کے احکام نہیں ثابت ہوتے مگر ان قیود کے ساتھ جو قیدیں لگادی گئی ہیں مگر استثناء ہے بہت ہی تھوڑی سی آیات میں (حصہ پنجم)

"القواعد الحسان المتعلّقة بتفسير القرآن لفضيلة الشيخ الامام عبد الرحمٰن بن ناصر السعدی رحمه الله"، تعلیق فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ اور ہم پہنچے تھے چھبیسویں قاعدے پر، قاعدہ نمبر 26:

"الأصل أن الآيات التي فيها قيود لا تثبت أحكامها إلّا بوجود تلك القيود إلّا في آيات يسيرة"

اور ہم پہنچے تھے فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعلیق پر آخر میں صفحہ نمبر 126 میں شیخ صاحب فرماتے ہیں اب چند اور مثالیں اس قاعدے کے تعلق سے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جتنا بھی اللہ تعالیٰ نے کسی قید کا ذکر فرمایا ہے تو وہ قید معتبر ہے مگر بہت کم آیات میں وہ معتبر نہیں ہے لیکن کسی اور فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، اس کی اگلی مثال شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: "ومن الأمثلة أيضاً قوله تعالىٰ" (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے):

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ (آل عمران:130)

سود مت کھاؤ بڑھا چڑھا کر: ﴿اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾: إلي آخر الآية:

"فإن قوله: أَضْعَافًا تضَعَفَةٌ ليس قيداً": ﴿اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ کیا قید ہے؟ یعنی اگر سود کھانا ہے تو تھوڑا کھاؤ بڑھا چڑھا کر مت کھاؤ کیا یہ مطلب ہے؟ نہیں! اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے نا دیکھیں: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾: بڑھا چڑھا کر سود مت کھاؤ، اب ﴿اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ کا جو لفظ ہے کیا یہ معتبر قید ہے یعنی اگر تھوڑا سا کھاؤ تو ٹھیک ہے بڑھا چڑھا کر نہیں کھانا؟ یہ مطلب ہے یا مطلب کچھ اور ہے؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "ولكنه بيان لأشنع الحالات في الربا" (بلکہ بدترین صورت جو ہے سود کی اُسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ تھوڑا تو ویسے ہی جائز نہیں ہے جو زیادہ کھاتے ہیں اُن کا کیا حال ہوگا! (جو بڑھا چڑھا کر سود کھاتے ہیں اُن کا کیا حال ہوگا!)) "وهي أن يأكله الإنسان أضعافاً مضاعفة" (کہ کوئی شخص سود کھائے بڑھا چڑھا کر) "كما يفعل أهل الجاهلية" (جیسا کہ دورِ جاہلیت میں لوگ کیا کرتے تھے)۔ کیسے کرتے تھے؟ "إذا حل الدَّين" (جب کسی پر جو وقت مقرر ہے قرض کا وہ آجاتا اور وہ شخص اُسے واپس نہ کرسکتا) "قال: إما أن توفي، وإما أن تربي" (یا تو میرا قرض واپس کردو یا اس میں زیادتی کردو (ربا زیادتی کو کہتے ہیں کہ تھوڑا زیادہ کردیتے ہیں)) "فإن أوفاه

فقد استوفى حقه" (اگراس کو وہ واپس کر دیتا تو اپنا حق وہ واپس لے لیتا ہے) "وإن لم يوف قال للذي عليه مئة فقط" (مثال کے طور پر جس پر سو(100) ہے قرض واپس دینا) "الذي عليك مائة وعشرون" (تم نے ایک سو بیس(120)واپس کرنا ہے)۔وقت مقرر آگیا قرض دینے والا قرض واپس نہ کر سکا سو(100) دینے تھے اب جس نے یہ سو لینے تھے صاحب قرض جو ہے اُس نے کہا کہ ٹھیک ہے سو تمہارے پاس نہیں ہے تو مہلت دیتا ہوں مجھے ایک سو بیس(120) دے دینا اب تمہارے اوپر سو نہیں ہے اب تمہارے اوپر ایک سو بیس ہو گیا ہے۔

"فإذا جاء الأجل الثاني" (جب دوسرا وقت مقرر آجائے گا) "ولم يوف" (اور وہ واپس نہ کر سکا) "قال: يجب أن نجعل المائة وعشرين مائة وأربعين، أو مائة وخمسين" (تو ایک سو بیس جو تھا وہ ایک سو چالیس ایک سو پچاس ہو جائے گا)۔

اور اسی طریقے سے "وهذا أشنع ما يكون" (یہ سب سے بدترین صورت ہے سود کی) "لا يقال: إن قوله" (یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے)"﴿لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ يدل على جواز الربا مرة واحدة"(یہ ہر گز نہیں اس سے مراد کہ ایک مرتبہ سود جائز ہے)۔یعنی سو سے ایک سو بیس کر دیا بس کافی ہے اب یہ جائز ہے اب ایک سو تیس نہیں کر سکتے،﴿اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ سے یہ مراد نہیں ہے یہ معنی نہیں ہے؛واضح ہے ؟اگر سو تھا اور واپس بندہ نہیں کر سکتا سو ریال تو آپ نے کہا کہ ایک سو بیس کر دیتے ہیں چلا گیا وہ مجبور ہے،اب وقت مقرر آگیا اب ایک سو بیس نہیں دے سکتا اگر کوئی اس سے کہہ دے کہ ایک سو تیس ایک سو چالیس یا اس سے زیادہ کر دو یہ ﴿ اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ ہے،اگر کہہ دے کہ ٹھیک ہے لیکن ہے ایک سو بیس کیا یہ جائز ہے؟ یہ بھی جائز نہیں ہے۔

تو﴿ اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ سے یہ مراد نہیں ہے کہ ایک دفعہ بڑھاؤ پھر مت بڑھاؤ۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں:"وإن كان بعض الناس قد قال به" (اگرچہ بعض لوگوں نے کہا بھی ہے(یعنی تھوڑا سود جائز ہے اور اس آیت کو بطور دلیل پیش کیا ہے)) "لكنه أخطأ" (لیکن اُس نے غلطی کی ہے) "لأننا نقول" (کیونکہ ہم یہ کہتے ہیں) "إذا كنت تريد ذلك" (کہ اگر تو آپ یہ چاہتے ہیں) "فلماذا تمنع الزيادة ثانية مع أنه لم يأكله أضعافاً مضاعفة وإنما أكله ضعفاً واحداً؟"۔

شیخ صاحب اب پھر اُسی کی بات کو اُسی کی زبان میں ردّ کر رہے ہیں؛لفظ کیا ہے؟﴿ اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾۔

﴿أَضْعَافًا﴾ کتنا ہے ﴿مُّضَاعَفَةً﴾۔شیخ صاحب کہتے ہیں کہ کیونکہ یہ شخص یہ کہتا ہے بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ ایک مرتبہ سود جائز ہے دوسری مرتبہ جائز نہیں ہے، شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر تمہاری بات کو لے لیں ہم تم نے اس آیت سے دلیل لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایک مرتبہ سود جائز ہے یعنی سو سے ایک سو بیس کیا اور پھر ایک مرتبہ جائز ہے أضعافاً،مضاعفة نہیں(ایک سو بیس سے ایک سو چالیس تو کر دیا ہے آگے جائز نہیں ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک سو بیس جائز نہیں ہے تو ایک سو بیس سے ایک سو چالیس کیسے جائز ہے پھر ؟! شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ دیکھیں: "فلماذا تمنع الزيادة ثانية مع أنه لم يأكله أضعافاً مضاعفة" (تو ایک سو چالیس کو تم کیسے منع کر سکتے ہو جبکہ لفظ "أضعافاً مضاعفة " کا ہے ایک مرتبہ کا لفظ نہیں ہے)"وإنما أكله ضعفاً واحداً؟"(بلکہ اُس نے ایک ضعف کھایا ہے مضاعفة نہیں کھایا)۔

"مثلاً: أعطيتك مئة درهم بمائة وعشرين إلى سنة" (مثال کے طور پر میں نے تمہیں سو درہم دیئے ہیں ایک سال کی مدت کے لیے واپس ایک سو بیس لوں گا)؛ یہ کیا ہے؟ سود ہے۔

(سو درہم دیئے ایک سال کی مدت آپ کو دی ہے واپس آپ نے کتنے کرنے ہیں؟ ایک سو بیس؛ یہ کیا ہے؟ سود ہے)۔

"قال بعض الناس إن هذا جائز" (شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ جائز ہے)؛ کیوں؟ "لأن الله قال: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ (شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اب اس آیت کو اگر دیکھیں کیسے دلیل بن سکتی ہے اُس شخص کی جو یہ کہتا ہے کہ ایک سو بیس کی حد تک جائز ہے) "فالعقد الأول الذي فيه الربا ليس حراماً" (وہ یہ کہتا ہے کہ جو پہلی صورت ہے جو سو سے ایک سو بیس کر دیا ہے پہلی دفعہ جو طے ہوا یہ حرام نہیں ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"وبناء على قوله" (اُس کے قول کی بناپر) "فإن معاملة البنوك تعتبر غير ربوية" (مطلب یہ ہے کہ جو بینک میں سود چل رہا ہے وہ جائز ہے کہ نہیں ان کے نزدیک؟)۔ بینک کیا کرتا ہے بڑھاتا تو نہیں ہے ایک دفعہ کھاتا ہے نا، بینک فکس کر دیتا ہے اُس کا جو سود ہے، تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اس شخص کے قول کے مطابق پھر بینکوں میں جو سارا سود ہے وہ بھی تو جائز ہو گیا نا؟!

"إلا إذا كرروا الزيادة" (جب تک وہ زیادہ نہیں کرتے تکرار کرتے ہیں زیادتی کی مضاعفۃ کرتے ہیں تب تو ہے لیکن اگر وہ زیادہ نہیں کرتے تو اس شخص کے قول کے مطابق جس نے غلطی کی ہے اور غلط مفہوم لیا ہے اس آیت سے اس کے قول کے مطابق یہ ہے کہ اگر ایک دفعہ بڑھاتے ہیں اور فکس کر دیتے ہیں مزید نہیں بڑھاتے تب تو جائز ہے اس شخص کے نزدیک)۔

"قال: فإن قال عند رأس الحول أو عند تمام الأجل: زدتك، صار ربا، فنقول له: إنك لم تأخذ بالآية" (اگر وہ کہتا ہے کہ جب وقت مقرر آئے گا اور سال کا وقت آئے گا اور جب واپس نہ سکے تم تو میں تمہیں مزید زیادتی کر دیتا ہوں تب اسے ہم سود کہتے ہیں، تو جواب میں ہم یہ کہتے ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ "إنك لم تأخذ بالآية" آپ نے آیت پر عمل نہیں کیا)۔

ایک دفعہ تو آپ نے کہہ دیا کہ جائز ہے تو آپ نے آیت پر عمل نہیں کیا کیوں؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"لأن الله يقول" (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے) ﴿اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ "وأنت الآن قلت: إن أول ضعف يكون حراماً" (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اضعافاً مضاعفۃ حرام ہے اور آپ تو یہ کہتے ہیں کہ جو پہلا ضعف ہے وہ حرام ہے) "فإن كنت تريد أن تأخذ بالآية، فقل: إن أول ضعف ليس بحرام أيضاً" (اگر آیت پر عمل کرنا ہے تو یہ کہو کہ جو پہلی زیادتی ہے وہ بھی جائز نہیں ہے) "وإلا فقد خالفت قاعدتك" (و گرنہ تم نے اپنے قاعدے کی خود خلاف ورزی کی ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"لكن الأمر كما قلنا" (لیکن بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے)"إن هذا القيد لبيان أشنع الأحوال أو أشنع المعاملات التي يكون فيها الربا" (اصل بات یہ ہے کہ جو قید ہے یہ اصل قید نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمانے کے لیے﴿اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ کا لفظ بیان فرمایا ہے کہ جو سب سے بدترین صورت ہے سود کی اُسے بیان فرمایا ہے تاکہ لوگ ہر سود سے بچ جائیں (اور خاص طور پر یہ سود جو اس وقت جاری تھا دور جاہلیت میں اس سود سے بھی لوگ بچنا شروع کردیں اور چھوڑدیں))۔

آخری مثال شیخ صاحب فرماتے ہیں:"ومن هذا قوله تعالىٰ" (اللہ تعالیٰ کا ارشاد):

﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا﴾ إلى آخر الآية (النور:33)

(اور اپنی لونڈیوں کو مجبور مت کرو بدکاری پر جب وہ بدکاری سے بچنا چاہیں (یعنی محصن ہونا چاہیں))

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"هل المراد: فإن امتنعن عن البغاء لغير التحصن، فأكرهو هن؟" (کیا اس سے مراد یہ ہے کہ اگر لونڈیاں جو ہیں بدکاری سے بچنا چاہیں (تحصن کہتے ہیں شادی کے علاوہ، نہیں کرنا چاہتیں) تب اُن کو کیا مجبور کیا جاسکتا ہے؟)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"لا، ليس الحكم كذلك" (حکم ایسا نہیں ہے)"وإن كان ظاهر الآية هو هذا" (آیت کے ظاہر میں تو یہی نظر آرہا ہے) "لكن نقول" (لیکن ہم یہ کہتے ہیں) "إن الآية ذكرت أشنع ما يكون" (آیت میں اُس چیز کا بیان ہے جو سب سے بدترین صورت ہے) "لأن إكراه الإنسان أمته على البغاء" (کیونکہ اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کو مجبور کرتا ہے زناکاری بدکاری پر)"وهي تريد التحصن" (جبکہ وہ شادی کرنا چاہتی ہے اور یہ بدکاری نہیں کرنا چاہتی) "هو أشنع ما يكون" (یہ سب سے بدترین صورت ہے) "لأنها صارت أظهر منه وأنقى منه ثوباً" (کیونکہ اُس وقت وہ اُس سے زیادہ پاکدامن ہوجائے گی) "فالحاصل أن مثل هذه الآيات أو هذه القيود ينبغي التفطن لها" (حاصل کلام لب لباب یہ ہے کہ ایسی آیتیں جو ہیں اُن میں ان قیود کو دیکھنا چاہیے اور غور و فکر کرکے یعنی صحیح جو راستہ ہے وہ اختیار کرنا چاہیے)۔آخری مثال واضح ہے؟

یعنی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جس شخص کے پاس لونڈیاں ہیں اور وہ ان لونڈیوں سے بدکاری کرواتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنی لونڈیوں کو مجبور مت کرو بدکاری پر جب وہ پاکدامن ہونا چاہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ تحصن سے مراد ہے شادی کہ اگر وہ شادی کرنا چاہتی ہے تو پھر آپ اُسے مجبور نہ کریں۔ اچھا وہ شادی نہیں کرنا چاہتی ویسے ہی وہ بدکاری نہیں کرنا چاہتی کیا مجبور کرنا جائز ہے اس صورت میں؟ تو اس صورت میں بھی جائز نہیں ہے یعنی دونوں صورتوں میں جائز نہیں ہے لیکن تحصن کا لفظ جو یہاں پر بیان فرمایا ہے وہ کس لیے ہے؟ تاکہ جو بدترین صورت ہے اُس کو بیان کریں تاکہ اس سے بھی بچا سکے۔ یعنی ایک لڑکی پاکدامن ہونا چاہتی ہے اور یہ کیسا اُس کا آقا ہے جو اس کو مجبور کرتا ہے؟! یعنی وہ اس سے زیادہ پاکدامن ہے وہ اُسے مجبور کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں بھی جائز نہیں ہے اور نہ ہی کسی اور صورت میں جائز ہے۔

تو یہ قید جو ہے یہ اس صورت کو بیان کرنے کے لیے ناکہ یہ قید ہے کہ اگر یہ وجہ ہے تو اس لیے یہ کریں ورنہ یہ حکم نہیں ہوگا۔

آخر میں اس قاعدے کا جو لمبا تھا اتنے ہفتوں سے میرا خیال ہے کہ مہینہ گزر گیا ہے تو خلاصہ ذرا نوٹ کریں آپ ان شاءاللہ آسان ہو جائے گا:

"وخلاصة هذه القاعدة" (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں):

"أن الأصل في القيود والشروط أنها معتبرة" (اصل بات یہ ہے کہ جو قیود اور شروط ہیں ساری معتبر ہیں(کوئی شرط آگئی ہے کسی قرآن کی آیت میں یا حدیث میں یا کوئی قید ہے سب معتبر ہے))۔اس سے مراد کیا ہے کہ معتبر ہے؟

"وأن الحكم في مفهوم المخالفة ثابت" (جو حکم مفہوم مخالفت میں ہے وہ ثابت ہے(قید ہے شرط ہے ایک منطوق ہے ایک مفہوم مخالفہ ہے وہ ثابت ہے))"إلا في مسائل قليلة" (مگر بہت کم مسائل میں) "دل الدليل على أن هذا القيد أو الشرط ليس مفهوم المخالفة فيه مخالفاً لحكم المنطوق" (قرآن مجید میں جن میں جو دلیل بیان کی گئی ہے اُن میں جو قید یا شرط ہے وہ مفہوم مخالفہ کے حکم منطوق کے مخالف ہوتی ہے)۔

یعنی مثال کے طور اضعافاً مضاعفۃ کو دیکھ لیں ابھی مثال دی ہے اب یہ قید ہے کہ بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ، مفہوم مخالفہ کیا ہے؟ کم سود کھا سکتے ہو کیا یہ مفہوم اس میں موجود ہے؟ نہیں،اس میں یہ مفہوم نہیں ہے۔

بیان کیوں کیا ہے آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اس کی اور حکمت ہے لیکن اصل میں یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی خاص شرط بیان کی جائے تو اس کے بغیر جو مفہوم ہے آپ اُس کے خلاف نہیں کر سکتے لیکن بہت کم آپ کو ایسا ملے گا کہ شرط اپنی جگہ پر ہوگی آپ اُسے تبدیل نہیں کر سکتے اُس کے مفہوم کو غلط یا اُس کی مخالفت نہیں کر سکتے لیکن بہت کم ایسی چیزیں ہیں جن کی مثال یہاں پر ہے اور اور بھی موجود ہیں قرآن مجید میں ایسی آیات جن میں جو قید لگائی گئی ہے جو شرط ہے وہ جو مفہوم مخالف ہے اُس کی مخالفت کرتی ہے جو اصل حقیقت کے مخالف ہے اصل میں جیسا کہ یہ مثالیں گزری ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"وإنما ذكرت هذه القيود" (یہ قیود پھر کیوں بیان کی ہیں؟) "إما لبيان الواقع" (واقع کو بیان کرنے کے لیے) "وإما لبيان الغالب" (یا غالب بیان کرنے کے لیے کہ یہ غالب ایسا ہے یہ واقع ایسا ہے) "وإما لذكر الحال التي هي أعلى ما يكون في الشناعة، أو ما أشبه ذلك" (یا ایسی صورت بیان کرنے کے لیے جو سب سے بدترین صورت ہے شناعت میں یا اس طریقے سے کوئی اور حکمت ہے)۔

پھر آخر میں:

"ثم هل يصح أن نعبّر ونقول هي غير مرادة؟" (کیا یہ تعبیر جائز ہے کہ ہم کہیں یہ مراد نہیں ہے؟)"يقول شيخنا عبد الرحمن – رحمه الله –: لا، إن هذا غلط" (یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ مراد نہیں ہے یہ غلط ہے) "لأن الله تعالىٰ لا يذكر في كلامه شيئاً إلا كان مراداً" (کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں کوئی چیز بیان نہیں فرماتا مگر اُس کا معنی مراد ہو یعنی وہ بات مراد ہو)"لكن ليس المراد به إثبات نقيض الحكم في المخالف" (لیکن یہ مراد نہیں ہے کہ اثبات حکم جو اُس کا مفہوم مخالف ہو وہ ہے) "وإنما يراد به مسائل" (کوئی

اور چیز حکمت ہے یعنی اور مسائل کا ارادہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا اُس میں) "أو التنبيه على حالات تتبين بالتأمل" (یا کچھ اور حالتیں بیان کرنے کے لیے غور و فکر سے پتہ چلتا ہے جن کا) "ولا نقول مخالفة، بل نقول: إن المخالفة في هذا الحكم لا تخالف المنطوق" (اور مخالفت بھی نہیں کہیں گے بلکہ یہ کہیں گے کہ مخالفت ہے اس حکم میں منطوق کے خلاف (یعنی جو لفظ ہے اس کے خلاف نہیں ہے))۔

جیسے ﴿أَضْعَافًا مُّضَعَفَةً﴾ اصل منطوق کے مخالف تو نہیں ہے ہم یہ نہیں کہیں گے کہ کم تو سود کھا سکتے ہو بڑھا چڑھا کر نہیں کھا سکتے ہو، اگر یہ معنی لیں تو پھر اصل معنی کے خلاف ہو جائے گا اور یہ شرعاً بالکل جائز نہیں ہے اور نہ ہی یہ مقصد ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے یا یہ مراد ہے کہ یہ معنی لیا جائے، اصل معنی یہ ہے کہ سود ہر صورت میں جائز نہیں ہے جو بڑھا چڑھا کر بدترین صورت ہے وہ من باب اولیٰ جائز نہیں ہے اس لیے جو بڑھا چڑھا کر کھاتے ہیں وہ بھی نہ کھائیں اور جو کم کھاتے ہیں وہ بھی نہ کھائیں مطلب یہ ہے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 041: القواعد الحسان - چھبیسواں قاعدہ سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio